امام بخاری کی تاریخ کبیر، اوسط وصغیر کا تعارفی مطالعہ

محمد علی ظفر*

Muhammad bin Ismail Bukhari was an eminent *Muhadith*(compiler of Hadith) in the history of Islam. He is renowned for his most famous book *Shahi Bukhari*, in which he managed to compile the authentic hadiths of the Prophet (S.A.W). The current research paper presents an introductory study of three famous books of Imam Bukhari. *Tareekh-e-Kabir, Tareekh-e-Awsat, and Tareekh Sagheer*. These books belong to the category of *Asma-ur-Rijal* (biographies of the transmitters). Bukhari's methodology to present the biographies of the transmitters has been described in this paper with the relevant examples from the text. These books of Bukhari hold the significant position in the field of the "*Asma-ur-Rijal*". The current paper will be helpful to introduce the above mentioned books besides their methodology، and would facilitate the readers to take advantage of the books.

تعارف:

تاریخ کبیر کے مؤلف محمد بن اسماعیل بن ابراهیم بن المغیرۃ بن بردزبہ الجعفی البخاری ہیں ،جو "امام بخاری" کے نام سے مشہور ہیں - ان کے نسب میں بردزبہ مجوسی تھے اور مجوسیت ہی پر ان کا انتقال ہوا، ان کے بیٹے مغیرہ مسلمان ہوئے اور امیر بخارا ایمان جعفی کے ہاتھ پر اسلام لانے کی وجہ سے جعفی کے نام سے مشہور ہوئے۔[1]
امام بخاری 13 شوال 194ھ میں پیدا ہوئے اور 63 برس کی عمر پا کر عیدالفطر کی شب میں 256ھ میں فوت ہوئے۔ امام بخاری نے تاریخ کبیر میں اپنے والد کے بارے میں لکھا ہے کہ!
"اسماعیل بن ابراهیم بن المغیرۃ الجعفی ابوالحسن رای حماد بن زید صافح ابن المبارک یدیہ وسمع مالکاً."[2]یعنی ان کے والد کو امام مالک اور حماد بن زید سے سماعت حاصل ہے اور عبداللہ بن المبارک سے مصافحہ کیا ہے۔جس کا بظاہر مطلب یہ ہے کہ اسماعیل نے حماد بن زید کو دیکھا ہ ابن مبارک سے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا اور امام مالک سے حدیث سنی ، نہ یہ کہ اسماعیل نے ابن مبارک سے مصافحہ کیا۔[3]

امام بخاری کے والد کا بچپن میں ہی انتقال ہو گیا تھا۔ آپ کی تربیت والدہ نے کی۔ امام بخاری بچپن میں نابینا ہو گئےتھے۔ والدہ کی دعاؤں کی بدولت بنیائی لوٹ آئی۔بخارع نے 205ھ سے تحصیل علم اور سماع

* پی ایچ ڈی سکالر، شعبہ اسلامی ثقافت، علامہ اقبال اوپن یونیورسٹی،اسلام آباد۔

حدیث شروع کا اور بچپن ہی میں ابن مبارک کی تصنیفات یاد کرلیں۔ اس وقت بخاری کی عمر دس برس تھیبخاری کا پہلا درس 210ھ میں شروع ہوا جبکہ عمر سولہ برس کی تھی۔ محدث عبدالرزاق کا زمانہ پایا تھا۔

امام بخاری نے تقریباً ابتدائے طلب ہی سے تصنیف و تالیف کا سلسلہ شروع کردیا تھا۔ اٹھارہ برس میں تاریخ کبیر مدینہ منورہ میں چاندنی راتوں میں تصنیف کی۔ امام بخاری کو اللہ تعالیٰ نے غیر معمولی حافظہ عنایت کیا تھا۔ بخاری کو اہل علم کے طرز پر ابتلاوآزمائش سے گزرنا پڑا۔

بخاری نے ہزار سے زائد ثقہ علماء سے حدیثیں لکھی ہیں اور ہر حدیث کی سند بھی انہیں یاد تھی، حافظ ابن حجر نے امام بخاری کے شیوخ کو پانچ طبقات میں تقسیم کیا ہے۔ انہیں ایک لاکھ صحیح اور دولاکھ غیر صحیح احادیث یا دتھیں۔ بخاری رجال پر کلام کرنے میں احتیاط کرتے تھے۔ اکثر یوں جرح کرتے، سکتواعنہ، فیہ نظر، ترکوہ وغیرہ، آپ کم ہی کسی کو وضاع یا کذاب کہا کرتے تھے۔[4]سطور بالا بخاری کے علم حدیث سے اشتغال و تبحر کا ایک خاکہ ہی ہیں۔

امام بخاری کی تصانیف مندرجہ ذیل شمار کی جاتی ہیں:

1۔الجامع الصحیح 2۔الادب المفرد 3۔ التاریخ الکبیر 4۔ التاریخ الاوسط

5۔ التاریخ الصغیر 6۔خلق افعال العباد 7۔ الجامع الکبیر 8۔ المسندالکبیر

9۔ الاشربۃ 10۔ الھبہ 11۔ اسامی الصحابۃالوحدان 12۔ المبسوط

13۔المؤتلف والمختلف 14۔ العلل 15۔الکنی 16۔ الفرئد

17۔ قضایاالصحابۃ و التابعین واقاویلھم 18۔ رفع الیدین فی الصلاۃ

19۔ القراۃخلفالامام 20۔ برالوالدین 21۔ الضعفاء[5]

فن اسماءالرجال:

امت مسلمہ کا یہ عظیم الشان کارنامہ ہےکہ اس نے اپنے نبی کی حیات طیبہ اور ہر اس چیز کا جس سے آپکی حیات طیبہ اور ہر اس چیز کا جس سے آپ کی ذات کیساتھ ادنی سے ادنی تعلق بھی تھا کو محفوظ رکھنے کے لیے علم "اسماءالرجال" جیسا عظیم الشان علم ایجاد کیا۔ یہ وہ علم ہے جس میں مسلمانوں کیساتھ دنیا کی کوئی قوم آنکھ نہیں ملاسکتی۔ جن لوگوں نے نبی کے اقوال، افعال اور احوال کو روایت کیا، انہیں رواۃ حدیث یا روایان حدیث کہا جاتا ہے۔ جن میں

صحابہ کرام، تابعین، وتبع تابعین اور بعد کے چوتھی صدی ہجری تک کے روایان احادیث وآثار داخل ہیں۔ ان کےمجموعہ احوال کا نام فن اسماءالرجال ہے۔ حدیث کی تدوین کےبعدروایان حدیث کے حالات بھی قلم بند کئےگئے۔ ہر راوی کا نام، اس کی کنیت، اس کا لقب، کہاں کا رہنے والاتھا، آباءواجداد کون تھے، طبیعت مزاج کیساتھا،حافظہ، تقویٰ، دیانت کس درجہ اور معیار کا تھا، کن اساتذہ اور شیوخ سے علم حاصل کیا، علم حدیث کےسلسلے میں کہاں کہاں سفر کیا، غرض ہزاروں رواۃ حدیث کے بارے میں تحقیق و تفشیش کااتنا زبردست ریکارڈ جمع کیا گیا کہ دنیائے قدیم و جدید کی تاریخ اس کی مثال پیش کرنے سے قاصر ہے۔[6]سیرت النبی از علامہ شبلی نعمانی کے مقدمے میں مشہور مستشرق اسپرنگر کا فن اسماءالرجال کے بارے میں قول یوں ذکر کیا گیا ہے : "کوئی قوم دنیا میں گزری نہ آج موجود ہے جس نے مسلمانوں کی طرح اسماءالرجال جیسا عظیم الشان فن ایجاد کیا ہو جس کی بدولت آج پانچ لاکھ شخصوں کا حال معلوم ہو سکتا ہے"[7]

التاریخ الکبیر

امام بخاری نے اس کتاب کو اپنی عمر کے اٹھارویں سن میں مسجد نبوی میں حجرہ مبارک اور منبر کے درمیان بیٹھ کر تحریر کیاتھا۔ا س کتاب کو اسحاق بن راہویہ نے امیر عبداللہ بن طاہر خراسانی کو پیش کرتے وقت فرمایا تھاکہ اے امیر کیا میں تمہیں جادو نہ دکھاؤں؟[8]نیز اس کتاب کےبارے میں ابوالعباس بن سعید کی رائے ہے :"لو ان رجل اکتب ثلاثین الف حدیث لمااستغنی عن کتاب تاریخ محمد بن اسماعیل۔"[9] یعنی اگر لوگ تیس ہزار حدیثیں بھی لکھیں تو بھی اس کتاب سے مستغنی نہیں ہوسکتے۔

تاریخ کبیر کی امام بخاری سے روایت

تاریخ کبیر کے خاتمہ الطبع نےلکھا ہے کہ یہ نسخہ اس نسخہ کا عکس ہےجواستنبول کے خطی نسخہ میں محفوظ ہے۔[10]اس نسخے کہ لوح پر یہ رقم ہے کہ یہ ا بی الحسن محمد بن سھل ابن عبداللہ المقرینےروایت کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے دوسرے نسخے کے بارے میں درج ہے کہ مصر کے خزانے میں رقم 1890 کے تحت محفوظ ہے ۔ اسی کتاب کے تیسرے نسخہ کے بارے میں یہ معلومات درج ہیں کہ یہ نسخہ کوپریلی ہے جو خزانۃ کو پریلیاسلامبول میں موجود ہے۔ اور اس کی پہچان یہ ہے کہ مطبوعہ کتاب میں حاشیہ پر (کو) کی علامت درج ہے۔[11]مقدمہ فتح الباری میں بھی تاریخ کبیرکی روایت کے بارے میں درج ہے: " التاریخ الکبیر یرویہعنہ ابواحمدمحمد بن سلیمان بن فارس و

ابوالحسن محمد بن سہل النسوی وغیرہ۔"[12] یعنی تاریخ الکبیر کو امام بخاری سے ابو احمد بن محمد بن سلیمان بن فارس و ابوالحسن محمد بن سہلالنسوی وغیرہ نے روایت کیا ہے۔

مولانا عبدالسلام مبارکپوری "سیرت بخاری" میں تاریخ کبیر کے راوی "النسوی" کےبارے میں بیان کرتے ہیں کہ یہ اصل میں "الفسوی" ہے اور ابن فارس کا نام ابو محمد بن سلیمان فارس دلال نیشاپوری ہے۔ ابن فارس نے کتاب التاریخ کو امام بخاری سے روایت کیا ہے، اور ابن فارس سے ابوالحسن علی بن ابراهیم مستملی معروف بن نجار نے بھی روایت کی ہے۔ امام دار قطنی امام بخاری کی کتاب التاریخ الکبیر کو علی ابن ابراهیم سے اور وہ ابن فارس اور ابن فارس امام بخاری سے روایت کرتے ہیں۔ مزید برآں امام دارقطنی کے محقق نے ان کی کتاب المؤتلف و المختلف کے بارے میں کہا ہے کہ اس کتاب میں موصوف نے تاریخ کبیر سے بہت استفادہ کیا ہے۔ یہاں تک کہ اکثر مقامات پر تراجم اور احوال کے پورے پورے ابواب تک نقل کردیے ہیں۔ اسی طرح خطیب بغدادی نے اپنی کتاب "موضح اوهامالجمع والتفریق" کے بارے میں صراحت کی ہےکہ یہ امام بخاری کی تاریخ کبیر سے اخذ شدہ ہے۔ امام حاکم نے ایک راوی کے واسطے سے ابن فارس سے کتاب التاریخ روایت کی ہے۔ ابن خیر اشبیلی نے تین طرق سے امام بخاری سے تاریخ کبیر کو روایت کیا ہے۔ان میں ایک طریق کو طریق مستملی اور دوسرے کو طریق ابیالحسن بن اسماعیل طوسی کہتے ہیں، اور یہ دونوں ابو احمد ابن فارس سے اور وہ بخاری سے روایت کرتے ہیں۔

ابن حجر نے تاریخ کبیر کو اپنی سند عن ابی بکر محمد بن سہلالشیرازیعن ابن فارس عن البخاری سے روایت کی ہے۔امام بخاری سے تاریخ کبیر کو روایت کرنے والےدوسرےروایابوالحسن محمد بن سہل فسوی ہیں۔ تاریخ کبیر کا جو نسخہ مطبوع ہے وہ ان ہی کے طریق سے روایت کردہ ہے، اور اس میں ان کا نام ابوالحسن محمدبن سہل بن کردی بصری مقری فسوی لکھا ہوا ہے۔

تاریخ کبیر کو امام کبیر کو امام بخاری سے حافظ فضل بن عباس نے بھی روایت کیا ہے۔ تاریخ کبیر کی بعض نصوص حافظ ابو احمد حاکم نے ابو اسحاق محمد بن اسحاق ثقفی کے طریق سے بخاری سے روایت کی ہے۔ تاریخ کبیر پر ابوالقاسم سلمہ بن قاسم اور سعد بن جناح نے ذیل لکھا ہے۔[13]

التاریخ الکبیر کے مقدمہ میں اس کتاب کی روایت کے بارے میں یوں درج ہے کہ:"روایۃابی الحسن محمد بن سہل بن کردی البصری المقری

الفسوی عنہ روایۃ ابی بکراحمد بن عبدان بن محمد بن الفرج الشیرازی الحافظ عنہ روایۃ ابی احمد عبدالوھاب بن محمد بن موسی الفند جانی عنہ روایۃ ابی الغنائم محمد بن علی بن میمون الفرسی الحافظ الکوفی عنہ روایۃ الشیخ الجلیل ابی الحسن عبد الحق بن عبد الخالق ابن احمد بن عبد القادر بن محمد بن یوسف عنہ سمایلل حسین بن عمر بن نصر بن حسن بن سعد بن بان الموصلی منہ ببغداد۔"[14]

تاریخ کبیر کی تنظیم و ترتیب

تاریخ کبیر کو امام بخاری نے چار جلدوں میں منقسم کیا ہے اور ہر جلد کو دوحصوں میں تقسیم کیا ہے۔ یہ کتاب جرح وتعدیل کی کتب کی نوعیت کے اعتبار سے کتب عامہ میں شامل ہے، کیونکہ امام بخاری نے اس کتاب میں ہر قسم کے راویوں کا ذکر کیا ہے۔ان راویوں میں ثقہ ، ضعیف، صحابی ، تابعی، حجاز کے رہنے والے یا عراق کے رہنے والے سبھی ہی اقسام کے راوی شامل ہیں۔ اس میں مطبوعہ نسخہ کے اعتبار سے بارہ ہزار تین سو پندرہ افراد کا ذکر موجود ہے۔ اس کتاب کے آخر میں امام بخاری نے "کتاب الکنی" بھی لکھی ہے۔ اس میں ان راویوں کا ذکر ہے جو اپنی کنیت کی بنا ء پر مشہور ہوئے اور ان راویوں کی تعداد تقریباً ایک ہزار ہے۔ اس کے الفاظ کچھ یوں ہیں: "ھذا آخر کتاب التاریخ الکبیر علی ذلک و ذکر من غلبت کنیتہ علی اسمہ۔"[15]امام بخاری نے کتاب کا آغاز نبی اکرم کے نام مبارک سے کیا ہے اور اسی مناسبت سےان تمام راویوں کا تذکرہ بھی یہیں کردیا ہے۔ جن کا نام "محمد" ہے۔

ترتیب کتاب

امام بخاری نے پوری کتاب کو حروف معجم (ا، ب،ت،ث) کے اعتبار سے مرتب کیا ہے۔ کتاب "التاریخ الکبیر" میں امام بخاری کے الفاظ یوں مندرج ہیں: "وضعت علی ا، ب، ت، ث، لحال النبی لان اسمہ محمد فاذافرغ من المحم دین ابتدی فی الالف ثم الباء ثم التاء ثم الثاء ثم ینتھی بھا الی آخر حروف ا،ب،ت،ث و ھی ی۔"[16]

راویوں کےذکر میں ا لف سے شروع ہونے والے ناموں سے آغاز کیا ہے، لیکن اس میں تقدیم اختیار کی گئی ہے، اور جہاں نام مشترک ہیں ان کو ایک ہی باب کے ضمن میں اکٹھا ذکر کردیا گیا ہےمثال کے طور پربابابراھیم میں ان تمام راویوں کا ذکر ہےجن کا نام ابراھیم ہے۔[17] پھر ان اسماء کو ان کے والد کے نام کی ترتیب پر مرتب کیا ہے۔ یعنی باب ابرھیم میں ان رایوں کا نام پہلے ذکر ہوگا۔ اس کے بعد ان راویوں کا ذکر ہوگاجن راویوں کا نام تو ابراھیمہوگا لیکن ان کے والد کے اسماء حرف 'ب' سے شروع ہوں گے۔ مثلاً، تاریخ کبیر کے جزء اول

میں '884' نمبرکے تحت یوں درج ہے: "ابراهیم بن البراء بن عازب الانصاری الکوفی..."[18]

امام بخاری نے سارے حروف میں صحابہ کے نام کو اگر (اگر وہ راوی ہیں تو) مقدم رکھا ہے، اور پھر دوسرے راویوں کا تذکرہ کیا ہے، ہر حرف میں مشترک اسما ء کے ذکر کرنے کے بعد اس حرف کے آخر میں مفردات یعنی وہ راوی جس نام کا کوئی دوسرا راوی نہ ہو کا ذکر ہے، اور پھر مبہمات کا ذکر ہے اور اس کو "باب من افناءالناس (عن لایعرف بابیہ) کے تحت ذکر کیا ہے۔[19]

تاریخ کبیر کو بنیادی طورپر حروف معجم کے اعتبار سےمرتب کیا گیا ہے، اس لیے اس سے استفادہ کرنا آسان ہے، لیکن چونکہ اسماء کی ترتیب میں صرف پہلےحرف کا اعتبار کیا گیا ہے، اس لیے تلاش میں کچھ وقت لگتا ہے، لیکن کتاب میں دی گئی فہرست کے استعمال سے مطلوبہ نام تک بسہولت پہنچا جاسکتا ہے۔

نوعیت تراجم

بخاری نے راوی کے ترجمہ میں نام ونسب ، کنیت کا ذکر کیا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے مقام اور اس کے زمانے کو درج کرنے کی بھی پوری کوشش صرف کی ہے، اور جہاں ممکن ہو اس کی وفات کا ذکر یا کسی اور خاص واقعہ کا تذکرہ بھی کیا ہے۔ مثلاًتاریخ کبیرمیں 'باب ابراهیم' میں 'باب الیاء' کے تحت '1052'نمبر کےتحت ترجمۃ الراوی یوں درج ہے: "ابراهیم بن یزید بن عمروأبو عمران الکوفی النخعی، قال ابو نعیم مات سنة ست وستین ، وقال لی احمد بن سعید سمعت عبدالله بن داؤد عن الاعمش قال مات ابراهیم ابن ثمان و خمس ینوانایومئذ ابن خمس و ثلاثین،..."[20] کتاب میں راوی کے بعض تلامذہ اور شیوخ کا ذکر بھی ملتا ہے۔ ترجمہ کی نوعیت عموماً متوسط ہے اور کسی کسی جگہ پربہت مختصرہے جس سےبعض اوقات کوئی خاص معلوما ت مہیا نہیں ہوتیں۔

کلمات جرح وتعدیل میں احتیاط

بخاری نے اپنے تقویٰوتورع کے باعث راویوں کی جرح میں عبارت لطیفہ یعنی نرم الفاظ کا ذکر کیا ہے، مثلاًبخاری اس کے لیے "فيه نظر" أو "سكتواعنه" کے الفاظ استعمال کرتے ہیں ۔ جرح میں امام بخاریجو اشد عبارت استعمال کرتے ہیں، وہ "منكر الحديث" ہے۔ الدکتور محمود الطحان بخاری کے ترجمۃالراوی کے اسلوب کا ذکر کرتے ہیں کہ: "و اصطلاح فی هذه العبارات هوانه یقول: ((فيه نظر))أو ((فلان سكت واعنه)) فی من تركوا حديثه، و أما اذا قال:((فلان

منکرالحدیث)) فلاتحلاالراویۃعن ھو کثیر أمایسکت عن الرجل، فلایذکرفیہ توثیقاً و تجریحاًومعنی ذلک توثیق لہ۔"[21]
محمد عبدالحی لکھنوی اپنی کتاب "الرفع التکمیل فی الجرح والتعدیل" میں بخاریؒ کے کلمات جرح کے بارے میں بیان کرتے ہیں کہ: "انّ البخاري قال: كلُّ من قلت فيه منكر الحديث فلا تحلُّ الراوية عنه "[22] یعنی" بخاریؒ کہتے ہیں کہ جس کے بارے میں منکر الحدیث کہوں تو اس سے روایت کرنا جائز نہیں ہے۔"
اور حاشیہ میں اس کی تصریح کرتے ہیں کہ: " و ذکرہ السبکی فی (طبقات الشافعیة) فی ترجمة البخاری: 2:9 وكانت العبارة عندالمؤلف ((من قلت فيه منكر الحديث فلا تحل روايته)) فعدّلتها إلى ماترى طبقاً لما جا في ((الميزان)) و ((طبقات الشافعية)) لوضوحه و جزالته۔"[23] عبدالحی لکھنوی امام بخاریؒ کے عبارات جرح یعنی "منکرالحدیث" کی صراحت کے بارے میں ان کی کتاب 'تاریخ کبیر' سے پانچ مثالیں پیش کرتے ہیں اور ان امثال کیساتھ دوسرے اصحاب کے قول کو بھی پیش کرکے تصریح کرتے ہیں کہ بخاریؒ کے لفظ کی دلالت کیا ہے۔

امام بخاریؒ کی جرح وتعدیل کی مثالیں

مثال نمبر1:قال رحمہ اللہ تعالیٰ في ((التاريخ الكبير)): 2/4: 296 "یحی بن عفية بن ابي الحيزار، عن منصور، سمع منه علي ابن هاشم ((منكرالحديث))۔ زاد الذھبی یفي ((الميزان)) 397:4 فی ترجمة: ((قال ابو حاتم : نغتعل الحدیث۔ وقال ابن معين ليس بشیءٍ، و عن ابن معين: كذاب خبيث عدوّالله، كان يسخربه))"[24] یعنی امام بخاریؒ نے علی بن ابی ہاشم کو منکر الحدیث کہا ہے تو دوسرے امام جرح و تعدیل جن میں ابن معین وغیرہ شامل ہیں نے اس کو 'لیس بشیءٍ' اور کذاب اور خبیث کے الفاظ سے یا دکیا ہے۔

مثال نمبر2: "يزيد بن زياد، أو بن زياد، عن الزهري، منكر الحديث)) زاد الذھبیی فی ((الميزان)) 4:425((وقال الترمذي وغيره: ضعيف، و قال انسائیم تروک الحديث)) ثم ساق الذھبیی من طریقہ حدیثاً موضوعاً۔[25]
امام بخاریؒ یزید بن ابیزیاد یا ابن زیاد کو زھری سے روایت کرتے ہوئے منکر الحدیث کے نام سےذکر کیا ہے تو الزھبیی نے میزان میں ترمذی کے حوالے سے اسے متروکالحدیث کہا ہے اور اس کو حدیث وضع کرنے والا کہا ہے۔

مثال نمبر3: ((یسع بن طلحۃعن عطاء،منکرالحدیث)) زاد الذھبیی فی ((المیزان)) 4:425 ((وقال الترمذي وغيره: ضعيف، و قال انسائی: متروک الحدیث)) ثم ساق الذھبی یعنطریقہ حدیثاً موضوعاً۔"[26]

ذهبی نے المیزان میں یسع بن طلحةعن عطا کو اما م ترمذی کے حوالے سے ضعیف اور امام نسائی کے حوالے سے متروکالحدیث کہا ہے۔
مثال نمبر4: ((یمان بن المغیرة، ابو حذیفة العنزی، منکر الحدیث)) زاد الذهبیی فی ((المیزان)) 460:4((و عن ابن معین : لیس حدیثه بشیءٍ۔ و قال النسائی: لیس بثقة، و قال ابوزعةوالدار قطنی: ضعیف، و اما ابن فقال: لاأریبه بأساً))[27]
یمان بن المغیرة کو بخاریؒ نے منکر الحدیث کہا ہے تو ذهبیی ابن معین کا قول نقل کرتے ہیں کو وہ اس کو روایت حدیث میں کسی گنتی میں شمار نہیں کرتے اور نسائی اس کو ثقہ راوی نہیں مانتے، جبکہ دارقطنی اور ابوزعہ کے نزدیک وہ ضیعفرواۃ میں شمار ہوتا ہے۔
مثال نمبر 5: ((یاسین بن معاذ الزّیات ابو خلف، یتکلم ونفیه، منکر الحدیث)) زاد الذهبی یفي ((المیزان)) 4:358 ((قال ابن معین: لیس حدیثه بشیءٍ، و قال انسائی و ابن الجنیدمتروک، وقال ابن حبان:یروی الموضاعات))[28]
یاسین بن معاذ الزیات ابو خلف کو ذهبی لیس حدیث بشیءٍ کہتے ہیں یعنی اس کی روایت کردہ حدیث کی کوئی اہمیت نہیں ہے۔ نسائی نے اس کو متروک اور ابن حبان اس کو موضوع حدیث روایت کرنے والا کہتے ہیں۔

سکوت عنہ راوی کا حکم

آئمہ جرح وتعدیل کے مطابق بخاریؒ نے جن رواۃ پر سکوت اختیار کیا ہے اس میں دونوں احتمال ہیں ، یعنی روای ثقہ بھی ہوسکتا ہے اور غیر ثقہ بھی، اس کے لیے دوسرے آئمہ جرح وتعدیل کی آراء کو بھی سامنے رکھنا ہوگا۔[29]

تاریخ کبیر پر نقد

آئمہ جرح وتعدیل نے بخاریؒ کی کتاب تاریخ کبیر پر نقد بھی کیا ہے۔ اس میں ابو زعہ اولین شخص ہیں ، اس کے بعد امام ابو حاتم نے یہ کام کیا ہے۔ اس کے علاوہ خطیب بغدادی نے بھی امام صاحب کی تاریخ کبیر پر نقد کیا ہے اور اس کا نام "الموضحلأوهامالجمعالتفریق" رکھا ہے اور اس میں بخاریؒ کی تقریباً اسّی(80)لغزشوں کو جمع کیا ہے۔ لیکن علماء متاخرین کے مطابق بخاریؒ نے اپنی کتاب کو سہ بار مرتب کیا ہے اور اس میں حذف و اضافہ کرتے رہے ہیں ، اس لیے وہ آئمہ جنھوں نے بخاریؒ کی کتاب پر نقد کیا ہے ان کی رسائی تیسرے نسخے تک نہیں ہوسکی، کیونکہ تاریخ کبیر کا آخری نسخہ ابو حمد بن سلیمان بن فارس دلال نیشاپوری متوفی (312ھ) کا روایت کردہ تھا اور اس میں اکثرو بیشتر نقل کردہ اغلاط نہیں پائی جاتیں۔ اسی طرح بخاریؒ

کااپنی کتاب کے بارے میں خود بیان ہے کہ: "لو نشر اسنادی ھولاءلمیفھموا کیف صنفت التاریخ یعنی اگر ہماری اسناد کو واضح بھی کر دیا جائے تو بھی لوگ نہیں سمجھ سکتے کہ میں نے اس کو کس طرح تصنیف کیا ہے۔ ویسے بھی یہ اپنی نوعیت کی پہلی کتاب تھی جس میں کئی متشابہ اور متفق نام موجود ہیں لہذا، غلطیوں کا امکان فطریامرہے، اور اس عظیم الشان کارنامے کے مقابلے میں چند غلطیوں کی حیثیت کوئی خا ص نہیں ہے ، نیز اس سے کتاب کی اہمیت میں بھی کوئی خاص کمی واقع نہیں ہوتی۔[30]

تاریخ اوسط و صغیر

اگرچہ تاریخ کبیر، تاریخ اوسط، اور تاریخ صغیر تین مختلف کتابوں کا ذکر امام بخاری کی تصانیف کے سلسلے میں ملتا ہے۔ جوتراجم رجال کی نوعیت سے تعلق رکھتی ہیں ۔ لیکن محققین کی تحقیق کے مطابق تاریخ صغیر ہی دراصل تاریخ اوسط ہے، کیونکہ مطبوعہ تاریخ صغیر جس سند سے مروی ہے، اس میں ایک سند بعینہ ہی وہی ہے جو تاریخ اوسط کی بتائی جاتی ہے۔ اس یہی بات واضح ہوتی ہے کہ تاریخ صغیر ہی تاریخ اوسط ہے۔[31]

اقبال احمد محمد اسحٰق اپنی کتاب "جرح وتعدیل" میں اس نقطہ نظر کی وضاحت یوں کرتے ہیں کہ: "کچھ بزرگوں کا خیال ہے کہ وہ کتاب جو "تاریخ صغیر" کے نام سے مطبوی ہے وہی حقیقت میں "تایخ اوسط" ہے، جبکہ طریقہ تالیف سے بھی پتہ چلتا ہے، ابن اشبیلی کا یہی خیال ہے، کیونکہ انھوں نے "الضعفاوالمتروکین" کے بارے میں کہا ہے کہ"وھوالتاریخ الصغیرلہ" یعنی یہی ان کی تاریخ صغیر ہے۔[32]

مولانا عبدالسلام مبارکپوری اپنی کتاب "سیرۃالبخاری" میں تاریخ الاوسط اور تاریخ صغیر کے اختلاف کے بارے میں یوں صراحت کرتے ہیں کہ: "التاریخ الاوسط استاذ محمد بن ابراھیم عبدان کی تحقیق سے ابھی حال ہی میں مکتبہ دارالنشر ریاض کی جانب سے پہلی بار 1418ھ (1998ء) میں چھپی ہے، اور اس کے محقق نے دو قلمی نسخوں پر اعتماد کیا ہے۔ ان میں سے ایک تو مکمل تھا، اور وہ امام بخاریؒ سے عبداللہ بن احمد بن عبدالسلام خفاف نیشاپوری نے روایت کیا ہے، جو دمشق کے مکتبہ ظاہریہ میں موجود ہے۔اسم خطوطہ پر یہ لکھا ہوا ہے "الجزءالاول من التاریخ تالیف محمد بن اسماعیل البخاری۔۔۔الخ۔دوسرانسخہ ناقص ہے اوور عنیزہ میں شیخ سلیمان بسامکےمکتبہ میں موجود ہے اور وہ بخاریؒ سے زنجویہ بن محمد

نشیاپوری نے روایت کیا ہے، اور اس کے مخطوطے پر التاریخ الاوسط تصنیف الامام الحافظ البخاری رحمه الله" لکھا ہوا ہے، اور ان دونوں روایتوں میں بعض اماکن پر کچھ اختلاف بھی ہے۔ اور اس کے محقق فاضل نے علمی تحقیقات کی بناء پر اس چیز کا انکشاف کیا ہےکہ جو کتاب مدت سے تاریخ صغیر کے نام سے مطبوع ہے لوگوں میں عام دستیاب ہے وہ بعینہ تاریخ اوسط ہے، لیکن اس کے پہلے ناشر کو اس کا جو مخطوط ملاتھا ، اس پر کوئی نام درج نہیں تھا، تو اس سے یہ سمجھ لیا کہ یہ تاریخ صغیر ہے تو اس نے اسی نام سے اس کو طبع کردیا اور لوگوں میں مشہور ہوگئی۔"[33]

مذکورہ بالاحوالہ جات سے پتہ چلتا ہے کہ تاریخ صغیر اور تاریخ اوسط دراصل ایک ہی کتاب ہے ۔ اس لیے آئندہ صفحات میں تاریخ صغیر کا تعارف پیش کیاجائے گا۔

تاریخ صغیر

تاریخ صغیر 'محمود ابرهیم زاید' کی تحقیق اور فہرس احادیث پر 'یوسف المرعیلی' کی تحقیق کیساتھ 'دارالمعرفة' بیروت لبنان سے 1406ھ(1986ء) میں شائع ہوئی ہے۔ اس کی دو جلدیں ہیں۔

روایت تاریخ الصغیرعن البخاری

کتاب صغیر کے مقدمہ میں اس کتاب کے بخاریؒ سے روایت کے بارے میں مندرجہ ذیل الفاظ رقم ہیں: "هذا الکتاب بروایةعن الامام عبدالله بن محمد بن عبدالرحمن الاشقر"[34] یہ کتاب بخاریؒ سے امام عبداللہ بن محمد بن عبدالرحمٰن الاشقر نے روایت کی ہے۔

ترتیب وتنظیم

اس کتاب کو بخاریؒ نے اکثر اعلام کے تاریخ وفات، نسب اور زمانے کی ترتیب کے اعتبار سےمرتب کیا ہے۔ مقدمہ کتاب میں اس بارے میں یوں بیان کیا ہے: "((التاریخ الصغیر)) مرتباً لاعلامه علیٰ نهج آخر قد راعی فیه تاریخ الوفاةللاعلام و رتبه ترتیباًزمنیاً علی هذاالاساس"[35]

تاریخ صغیر کا نام ہی اس کے اسلوب کو منکشف کرتا ہے۔ بخاریؒ کی اس تصنیف کا نام کچھ یوں ہے: "کتاب مختصر من تاریخ النبی والمهاجرولانصاروطبقات التابعین لهم باحسان ومن بعدهم و فاتهم وبعضنسبهم وکناهم و من یرغب فی حدیثه"[36] یعنی یہ ایک مختصر تاریخ ہے جناب نبی اکرم اور مہاجرین و انصار وطبقات تابعین ان کے بعد کے لوگوں کی۔ اس کتاب میں ان کی وفات، ان کے نسب، ان کی کنیت وغیرہ اور جن سے حدیث لینے میں رغبت کی گئی ہے، سب کا بیان ہے۔

تاریخ الصغیر کی روایت بحوالہ مطبوعہ کتاب

تاریخ صغیر جو مطبوع ہوئی ہے اس میں کتاب کے روای "ابومحمدزنجویہ بن محمد النیشابوری" ہیں۔[37]

امثلہ متن

بخاریؒ وممن مات فی عهدا لنبی من المهاجرین والانصار ممن حدّث عن النبی کے تحت مہاجرین اور انصار کی وفیات اس طرح درج کرتے ہیں: "ومنهم عبدالله بن عمرو بن حرام الانصاری المدني، والد جابر، قتل یوم اُحد، کنیته: ابوجابر۔"[38] ان میں عبداللہ بن عمرو بن حرام الانصاری المدني ہیں جو جابرؓ کے والد ہیں اور یوم احد میں قتل ہوئے ، ان کی کنیت ابو جابر ہے۔

"ومنهم سعد بن معاذ الانصاری المدني، خرہ یوم الخندق، فمات بعد قریظة، فقال النبی ((اهتزّالعرشبموت سعد))"[39]یعنی ان میں سے سعد بن معاذ ابو عمرو الانصاری ہیں جو یوم خندق کے روز نکلے اور غزوہ ریظہ کے بعد فوت ہوگئے۔

مذکورہ بالا ترجمۃالراوی میں بھی امام بخاریؒ سعد بن معاذؓ کے بارے میں معلومات فراہم کررہے ہیں ، ان کا نسب ، ان کا انصاری ہونا، اور ان کا یوم وفات ذکر کررہے ہیں ۔ اسی طرح ایک اور ترجمۃالراوی کو پیش کرتے ہوئے کہتے ہیں : " ومنهم جعفر بن ابی طالب الهاشمي القرشي، اخو علي، قتل یوم مؤتة، قبل فتح مكة۔"[40] یعنی ان جعفر بن ابی طالب الھاشمی ہیں جو علیؓ کےبھائی ہیں اور یوم موتہ کے روز شہید ہوئے اور یہ واقعہ فتح مکہ سے قبل واقع ہوا تھا۔

من مأت فی خلافةابی بکرؓ أو قریباً منه

یہا ں امام بخاریؒ ان راویوں کا ترجمہ بیان کرتے ہیں جو ابوبکرؓ کی خلافت یا اس کے قریب زمانے میں وفات پاتے ہیں ۔ اس سلسلے میں سب سے پہلے ابوبکرؓ کی وفات کا ذکر کرتے ہیں : " واسم ابي بکر الصديق: عتيق بن ابي قحافة، وهو عبدالله بن عثمان بن عامر، بن عبرو، بن كعب، بن سعد، بن تيم، بن مُرّة، بن كعب، بن لُوي التيميّ القُرشي، شهدبدراً مع رسول الله، مات بعد النبی بسنتين واشهر ((ثانی اثنین اذهما فی الغار اذیقول لصاحبه لا تحزن ان الله معنا)) الآية"[41] یعنی ابوبکرؓ الصدیق نام ہے عتیق بن ابی قحافة کے بیٹے ہیں ، یوم بدر میں نبی کے ساتھ موجود تھے اور آپ کے دوسال اور ایک ماہ بعد وفات پائی۔

فاطمہؓ کا ترجمہ یوں بیان کرتے ہیں، "حدثنا ابو اليمان، عن شعيب، عن الزهري، أخبرنی عروة بن الزبيرعن عائشة، فذكر الحديث، قال: و عاشت فاطمة بعد النبی ستةاشهر، و دفنهاعلي۔"[42] یعنی فاطمہؓ نبی کے بعد چھ ماہ زندہ ہیں اور آپؓ کی تدفین علیؓ نے سر انجام دی۔ اسی

طرح امام بخاریؒ ان افراد کا تذکرہ کرتے ہیں جو 90ھ سے 100ھ کے درمیان وفات پاگئے۔: "حدثنی ابراھیم بن المنذر، قال: حدثنی معن، عن ابن الانس بن مالک قال: توفی أنس بن مالک سنةثنتین وتسعین۔"[43] حضرت انس بن مالکؓ کے بیٹے روایت کرتے ہیں کہ انس بن مالکؓ 92ھ میں وفات پاگئے۔

اسی طرح علی بن حسین اور سعید بن المسیب کے بارے میں لکھتے ہیں :" وقال ابو نعیم: مات علي بن الحسين سنة ثنتين وتسعين، ومات سعيد بن المسيب سنة ثلاث وتسعين"[44]یعنی ابونعیم کہتے ہیں کہ علی بن حسین 92ھ میں اور سعید بن المسیب 93ھ میں فوت ہوئے۔

مندرجہ بالا مثالوں سے یہ بات واضح ہوجاتی ہےکہ امام بخاریؒ اپنی کتاب تاریخ الصغیر میں صحابہؓ اور ان کے بعد آنے والےافراد کی کنیت، نسب اور وفات کا تذکرہ سنین کے اعتبار سے کرتے ہیں یعنی پہلے صحابہؓ ہیں جو پہلے فوت ہوئے ان کا تذکرہ کرتے ہیں اور پھر اسی طرح سنین کے اعتبار سے بعد میں فوت ہونے والے روایونکاتذکرہ کرتے ہیں۔

حاصل کلام

خلاصہ بحث کے طور پر یہ بات سامنے آتی ہے کہ امام بخاریؒ کی تاریخ کبیر اور تاریخ صغیر جو درحقیقت تاریخ اوسط ہی ہے، رواۃ عامہ کی کتاب ہیں ،اور امام بخاریؒ کی تاریخ کبیر تراجم رجال حدیث پر اپنی نوعیت کی پہلی کتاب ہے۔ امام بخاریؒ کی تاریخ کبیر و صغیر سے اشتغال بالحدیث رکھنے والا کوئی بھی عالم مستغنی نہیں ہوسکتا۔ اس کا تذکرہ گزر چکا ہے کہ تاریخ کبیر میں امام بخاریؒ رواۃ کا تذکرہ معجم کے انداز میں کرتے ہیں یعنی ا، ب، ت ، اور ث کی ترتیب سے جبکہ کتاب کا آغاز اسم محمد سے کرتے ہیں، جن کا نام محمد سے شروع ہوتا ہے۔

یہ بات بھی پیش نظر رہنی چاہیے کہ امام بخاریؒ کلمات جرح میں نرم الفاظ استعمال کرتے ہیں، جو کہ ان کے تقویٰ کے غلبے کا سبب ہے۔ کتاب تاریخ الصغیر میں بخاریؒ صحابہ، تابعین، اور تبع تابعین اور ان کے بعد کے اعلام کا تذکرہ ان کے نسب، کنیت، اور وفیات کے اعتبار سے کرتے ہیں، اور جہاں ضروری ہوتا ہے، جرح وتعدیل کے کلمات بھی استعمال کرتے ہیں۔ بخاریؒ کی یہ کتب تراجم رجال میں وقیع حیثیت کی حامل ہیں۔

حوالہ جات و حواشی

[1]دیکھئے: بخاری، محمد بن اسماعیل، تحقیق۔ زاید، محمد ابراھیم ، فہرس احادیث، یوسف المرعینی، مقدمہ التاریخ الصّغیر، توزیع مکتبہ المعارف، الریاض، دارالمعرفہ، بیروت، لبنان، الطبعہ الاولیٰ: ،جلد اول،۔1986 ص۔ 5 ۔ 6۔
[2]بخاری، محمد بن اسماعیل، کتاب التاریخ الکبیر۔ دائرہ المعارف العثمانیۃ بحیدر آباد، الھند۔ جز اول،1959ء۔ ص: 342-43۔
[3]اعظمی، فضل الرحمن، ھدیۃ الدراری یعنی مقدمہ صحیح بخاری، درخواستی کتب خانہ کراچی، فروری 1999ء۔ ص۔ 13۔
[4]ایضاً۔، ص۔ 3-49۔
[5]ایضاً۔، زاید۔ مقدمہ التاریخ الصّغیر۔ ص۔18۔ ترجمہ بخاری کے لیے مندرجہ ذیل کتب کا مطالعہ کیا جاسکتا ہے: اصلاحی۔ ضیاالدین، تذکرۃالمحدثین، نیشنل بک فاؤنڈیشن، اسلام آباد۔،طبع اول، جلد اول۔1989۔ ص:170-189۔،مزید دیکھیے: النّوری، محمد یوسف، ترجمہ۔ لدھیانوی، محمد یوسف۔ علم حدیث محدثین اور کتب حدیث پر حضرت بنوری کی نادر تصنیف، اردو ترجمہ۔ عوراف المنن مقدمہ معارف السّنن۔ بیت العلم۔کراچی۔ اپریل 2001ء، ص۔257-59۔، مزید دیکھیے۔ شاہ عبدالعزیز محدث دہلوی، اردو وفارسی بستان المحدثین۔ ایچ۔ایم سعید کمپنی، کراچی۔ ص۔ 267-76۔ مزید دیکھیے۔ ندوی۔ تقی الدین مظاہری۔ محدثین عظام اور ان کے علمی کارنامے، مجلس نشریات اسلام۔ کراچی۔ ص۔ 136-162۔
[6]دیکھیے۔ تقی الدین مظاہری, ندوی *.فن اسماء الرّجال آئمہ حدیث کا عظیم الشان کارنامہ* .قلندر اعظم گڑھ, یوپی: جامعہ اسلامیہ مظفر پور .ص۔12-15۔
[7]شبلی نعمانی،سلیمان ندوی, علامہ *.سیرۃالنبی* .جلد .اول۔دوئم. اردو بازار،لاہور: اسلامی کتب خانہ۔ ص۔34۔
[8]عسقلانی, ابن حجر *.ہدی الساری مقدمۃ فتح الباری شرح صحیح البخاری* . ااالطبعۃ الثانیۃجلداول. بیروت, لبنان: دارالمعرفۃ للطبعۃ والنشر .ص۔493۔
[9]ایضاً۔، بخاری۔ التاریخ الکبیر۔ ص۔462۔
[10]ایضاً
[11]ایضاً۔،۔ص۔462-464۔
[12]۔ ایضاً۔، ھدی الساری۔
[13]دیکھیے۔ مبارکپوری،عبدالسّلام،تعلیق وتخریج، عبدالعلیم، عبد العظیم بستوی، سیرۃالبخاری، اردوبازار،لاہور: نشریات۔ ص۔ 199-203۔
[14]ایضاً، التاریخ الکبیر۔ص۔2۔
[15]ایضاً، التاریخ الکبیر، الجزء؛ 9۔ ص۔93۔
[16]ایضا!۔،التاریخ الکبیر۔1/11۔
[17]تاریخ کبیر۔ باب ابراھیم، 1/271۔
[18]تاریخ کبیر 1/274۔
[19]دیکھیے۔ایضا، تاریخ کبیر۔1/337۔

[20]ایضاً، تاریخ کبیر 223/1-224-
[21]الطحان، محمود۔اصول التخریج و دراسته الاسانید، الطبعة الثالثة للطبعة الجدیدة، الریاض: مکتبة المعارف للنشر و التوزیع-1996ء-ص-155-
[22]الکتوي الهندی، عبدالحی، الرفع و التکمیل فی الحرحوالتعدیل۔ تحقیق۔ابو غدّة۔ عبدالفتّاح۔ الطبعةالثالثة مزیدة من التحقیق والتعلیق۔ بشاور: مکتبةالدعوة الاسلامیة۔ص-208-
[23]ایضاً
[24]ایضاً، 208-
[25]ایضاً
[26]ایضاً
[27]ایضاً
[28]ایضاً
[29]دیکھیے۔ اسحاق،محمد، احمد، اقبال۔ جرح وتعدیل۔ اکتوبر۔۔ مکتبہ قاسم العلوم-2011ء۔ ص۔ 410-
[30]دیکھیے۔ ایضاً۔، ص۔ 411-417-
[31]ایضاً، ص۔ 405-
[32]ایضاً
[33]ایضاً، سیرةالبخاری۔ ص۔ 204-
[34]بخاری، التاریخ الصغیر، تحقیق۔زاید، محمد ابراهیم۔ فہرس احادیثه، یوسف المرعیسلی۔ ۔۔ بیروت، لبنان: دارالمعرفه-1406ھ ص۔ 22-
[35]ایضاً۔
[36]ایضاً،ص27-
[37]ایضاً
[38]ایضاً، تااریخ الصغیر 47/1
[39]ایضاً، 48/1-
[40]ایضاً، ص۔ 48-
[41]ایضاً۔ 57/1-
[42]ایضاً، 41/1-
[43]ایضاً، 241/1-
[44]ایضاً، /242-